قادیانی مرتد پر خدائی تلوار
الجراز الدیانی
علی المرتد القادیانی
۱۳۴۰ھ
تصنیف لطیف:۔
اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ
ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رسالہ

الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی

۱۳۴۰ھ

(قادیانی مرتد پر خدائی خنجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ ۹۰ از پیلی بھیت مسئولہ شاہ میر خاں قادری رضوی ۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

اعلٰی حضرت مدظلکم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس میں شک نہیں آپ کی خدمت میں بہت سے جواب طلب خطوط موجود ہوں گے لیکن عریضہ ہذا بحالتِ اشد ضرورت ارسالِ خدمت ہے امید کہ بواپسی جواب سے شرف بخشا جائے۔

(۱) کریمہ:

والذین یدعون من دون اللہ لایخلقون شیئا وھم یخلقون ○ اموات غیر احیاء ط ومایشعرون ایان یبعثون ○[1]

اور اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں، مُردے ہیں زندہ نہیں، اور انھیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔ (ت)

یہ ظاہر کرتی ہے کہ ماسوا اللہ تعالٰی کے جس کسی کو خدا کہا جاتا ہے وہ خالق نہ ہونے اور مخلوق ہونے کے علاوہ

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/۲۰ و ۲۱

مردہ ہے زندہ نہیں۔

بنابریں عیسٰے علیہ السلام کو بھی جبکہ نصارٰی خدا کہتے ہیں تو کیوں نہ اُن کو مُردہ تسلیم کیا جائے اور کیوں اُن کو آسمان پر زندہ مانا جائے؟

(۲) صاحبِ بخاری بروایتِ عائشہ رضی اللہ عنہا ارقام فرماتے ہیں (منقول از مشارق الانوار، حدیث ۱۱۱۸):

لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْۢبِیَآئِهِمْ مَسٰجِدَ [1]

اللہ تعالٰی یہود و نصارٰی پر لعنت فرمائے انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ (ت)

اس سے ظاہر ہے کہ نبیِ یہود حضرت موسٰی و نبیِ نصارٰی حضرت عیسٰے علٰی نبیّنا وعلیہما الصلٰوۃ والسلام کی قبریں پُوجی جاتی تھیں۔

حسبِ ارشادِ باری تعالٰی عزّ اسمہٗ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ [2] (پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اُسے اللہ و رسول کے حضور رجوع کرو۔ ت) آیاتِ الٰہیہ، احادیثِ نبویہ ثبوتِ مماتِ عیسٰے علیہ السلام میں موجود ہوتے ہوئے کیونکر اُن کو زندہ مان لیا جائے؟

میں ہوں حضور کا ادنٰی خادم

شاہ میر خاں قادری رضوی غفرلہ ربہ ساکن پیلی بھیت

۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ط

الجواب

(۱) قبلِ جواب ایک امر ضروری کہ اس سوال و جواب سے ہزار درجہ اہم ہے، معلوم کرنا لازم، بے دینوں کی بڑی راہِ فرار یہ ہے کہ انکار کریں ضروریاتِ دین کا، اور بحث چاہیں کسی ہلکے مسئلے میں جس میں کچھ گنجائشِ دست و پا زدن ہو۔

قادیانی صدہا وجہ سے منکرِ ضروریاتِ دین تھا اور اُس کے پس ماندے حیات و وفاتِ سیّدنا عیسٰے رسول اللہ علٰی نبیّنا الکریم وعلیہ صلوات اللہ و تسلیمات اللہ کی بحث چھیڑتے ہیں جو ایک فرعی مسئلہ خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے جس کا اقرار یا انکار کفر تو درکنار ضلال بھی نہیں (فائدہ نمبر ۲ میں آئے گا کہ

---

[1] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۷

[2] القرآن الکریم ۴/۵۹

نزولِ حضرت عیسٰی علیہ السلام اہلِ سنّت کا اجماعی عقیدہ ہے) نہ ہرگز وفاتِ مسیح ان مرتدین کو مفید، فرض کردم کہ رب عزّوجل نے اُن کو اُس وقت وفات ہی دی، پھر اس سے اُن کا نزول کیونکر ممتنع ہوگیا؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت محض ایک آن کو تصدیقِ وعدہ الٰہیہ کے لئے ہوتی ہے، پھر وہ ویسے ہی حیاتِ حقیقی دنیاوی وجسمانی سے زندہ ہوتے ہیں جیسے اُس سے پہلے تھے، زندہ کا دوبارہ تشریف لانا کیا دشوار؟ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ[1] انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں، نماز پڑھتے ہیں (ت)

(۲) معاذاللہ کوئی گمراہ بددین یہی مانے کہ اُن کی وفات اوروں کی طرح ہے جب بھی ان کا دوبارہ تشریف لانا کیوں محال ہوگیا؟ وعدہ وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَہْلَکْنٰہَا اَنَّہُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ[2] (اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کردیا کہ پھر لوٹ کر آئیں۔ ت) ایک شہر کے لئے ہے، بعض افراد کا بعد موت دنیا میں پھر آنا خود قرآن کریم سے ثابت ہے جیسے سیدنا عُزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ قال اللہ تعالٰے:

فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ[3] تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس، پھر زندہ کردیا (ت)

چاروں طائرانِ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام، قال اللہ تعالٰے:

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْہُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُہُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا[4] پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر انھیں بُلا، وہ تیرے پاس چلے آئیں گے دوڑتے ہوئے۔ (ت)

ہاں مشرکین ملاعنہ منکرینِ بعث اِسے محال جانتے ہیں اور دربارہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیانی بھی اُس قادرِ مطلق عزّ جلالہ کو معاذاللہ صراحۃً عاجز مانتا اور دافع البلاء کے صفحہ ۲۴ پر یُوں کفر بکتا ہے،

"خدا ایسے شخص کو پھر دُنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کردیا ہے"[5]

مشرک وقادیانی دونوں کے رد میں اللہ عزّوجل فرماتا ہے:

اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ ہُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے سے

---

[1] مسند ابویعلٰی مروی از انس رضی اللہ عنہ حدیث ۳۴۱۲ موسسہ علوم القرآن بیروت ۳/ ۳۷۹

[2] القرآن الکریم ۲۱/ ۹۵ [3] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۹

[4] " ۲/ ۲۶۰

[5] دافع البلاء مطبوعہ ربوہ ص ۲۴

خَلْقٍ جَدِيْدٍ[1]　شُبہہ میں ہیں۔ (ت)

جب صادق ومصدوق صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اُن کے نزول کی خبر دی اور وُہ اپنی حقیقت پر ممکن و داخل زیرِ قدرت وجائز، تو انکار نہ کرے گا مگر گمراہ۔

(۳) اگر وُہ حکم افراد کو بھی عام مانا جائے تو موت بعد استیفائے اجل کے لئے ہے، اُس سے پہلے اگر کسی وجہ خاص سے اماتت ہو تو مانع اعادت نہیں بلکہ استیفائے اجل کے لئے ضرور اور ہزاروں کے لئے ثابت ہے، قال اللہ تعالٰے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ[2]

اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا انھیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وُہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ نے اُن سے فرمایا مر جاؤ، پھر انھیں زندہ فرمادیا۔ (ت)

قتادہ نے کہا:

اَمَاتَهُمْ عُقُوْبَةً ثُمَّ بُعِثُوْا لِيَتَوَفَّوْا مُدَّةَ اٰجَالِهِمْ وَلَوْ جَاءَتْ اٰجَالُهُمْ مَا بُعِثُوْا[3] (معاً)

اللہ تعالٰے نے ان کو سزا کے طور پر موت دی پھر زندہ کردیے گئے تاکہ اپنی مقررہ عمر کو پورا کریں، اگر ان کی مقررہ عمر پوری ہوجاتی تو دوبارہ نہ اٹھائے جاتے (ت)

(۴) اُس وقت حیات ووفاتِ حضرتِ مسیح علیہ الصلٰوۃ والسلام کا مسئلہ قدیم سے مختلف چلا آتا ہے مگر آخر زمانے میں ان کے تشریف لانے اور دجال لعین کو قتل فرمانے میں کسی کو کلام نہیں، یہ بلاشبہہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے تو وفاتِ مسیح نے قادیانی کو کیا فائدہ دیا اور مغل بچہ، عیسٰی رسول اللہ بے باپ سے پیدا ابن مریم کیونکر ہوسکا؟ قادیانی اُس اختلاف کو پیش کرتے ہیں، کہیں اِس کا بھی ثبوت رکھتے ہیں کہ اِس پنجابی کے ابتداع فی الدین سے پہلے مسلمانوں کا یہ اعتقاد تھا کہ عیسٰے آپ تو نہ اُتریں گے کوئی ان کا مثیل پیدا ہوگا، اسے نزول عیسٰے فرمایا گیا اور اس کو ابن مریم کہا گیا؟ اور جب یہ عام مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے تو آیہ:

يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا[4]

مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کرینگے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵۰/ ۱۵　[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۴۳

[3] جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالٰی الم ترالی الذین الخ المطبعۃ المیمنۃ مصر ۲/ ۲۴۷

[4] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۵

کا حکم صاف ہے ۔

(۵) مسیح سے مثیلِ مسیح مراد لینا تحریفِ نصوص ہے کہ عادتِ یہود ہے ، بے دینی کی بڑی ڈھال یہی ہے کہ نصوص کے معنٰی بدل دیں یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ[1] (اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل دیتے ہیں ۔ ت) ایسی تاویل گھڑنی نصوصِ شریعت سے استہزاء اور احکام و ارشادات کو درہم برہم کر دینا ہے ، جس جگہ جس شیئ کا ذکر آیا کہہ سکتے ہیں وہ شیئ خود مراد نہیں اس کا مثیل مقصود ہے ، کیا یہ اس کی نظیر نہیں جو اباحیّہ ملاعنہ کہا کرتے ہیں کہ نماز و روزہ فرض ہے نہ شراب و زنا حرام بلکہ وہ کچھ اچھے لوگوں کے نام ہیں جن سے محبت کا ہمیں حکم دیا گیا اور یہ کچھ بدوں کے جن سے عداوت کا ۔

(۶) بالفرضِ باطل انہیں برعلم ، پھر اس سے قادیان کا مرتد ، رسول اللہ کا مثیل کیونکر بن بیٹھا ؟ کیا اس کے کفر اس کے کذب ، اس کی وقاحتیں ، اس کی فضیحتیں ، اس کی خباثتیں ، اس کی ناپاکیاں ، اس کی بیباکیاں کہ عالم آشکار ہیں ، چھپ سکیں گی ؟ اور جہان میں کوئی عقل و دین والا ابلیس کو جبریل کا مثیل مان لے گا ؟ اس کے خروار ہزار ہا کفریات سے مُشتے نمونہ ، رسائل السوء و العقاب علی المسیح الکذاب و قہر الدیان علی مرتد بقادیان و نور الفرقان و باب العقائد و الکلام وغیرہا میں ملاحظہ ہوں کہ نبیوں کی علانیہ تکذیب کرنے والا ، یہ رسولوں کو فحش گالیاں دینے والا ، یہ قرآن مجید کو طرح طرح رَد کرنے والا ، مسلمان بھی ہونا محال نہ کہ رسول اللہ کی مثال ' قادیانیوں کی چالاکی کہ اپنے مسیلمہ کے نامسلم ہونے سے یوں گریز کرتے اور اس کے ان صریح ملعون کفروں کی بحث چھوڑ کر حیات و وفاتِ مسیح کا مسئلہ چھیڑتے ہیں ۔

(۷) مسیح رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور اوصافِ جلیلہ او روہ کہ قرآن عظیم نے بیان کئے ، یہ تھے کہ اللہ عزوجل نے ان کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا نشانی سارے جہان کے لئے :

قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَکُ بَغِیًّا ○ قَالَ کَذٰلِکِ ۚ قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ○[2]

بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا ، مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا ، نہ میں بدکار ہوں ، کہا یونہی ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت ، اور یہ امر ٹھہر چکا ہے (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۱۳
[2] القرآن الکریم ۱۹/ ۲۰ و ۲۱

انھوں نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا،

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا[1] الآیۃ۔

تو اس کے نیچے والے نے اسے آواز دی کہ تُو غم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے نہر بہا دی ہے۔ (ت)

علی قراءۃ من تَحتَہا بالفتح فیہما وتفسیرہ بالمسیح علیہ الصلوۃ والسلام[2] (معنًا)

اس قراءت پر جس میں مَن کی میم مفتوح اور تَحتَہا کی دوسری تاء مفتوح ہے اور اس کی تفسیر حضرت عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام سے کی گئی ہے۔

انھوں نے گہوارے میں لوگوں کو ہدایت فرمائی،

یکلم الناس فی المھد وکھلا[3]

لوگوں سے باتیں کرے گا پالنے میں اور پکی عمر میں (ت)

انھیں ماں کے پیٹ یا گود میں کتاب عطا ہوئی، نبوت دی گئی،

قال انی عبد اللہ اٰتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیا[4]

بچہ نے فرمایا میں ہُوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔ (ت)

وُہ جہاں تشریف لے جائیں برکتیں ان کے قدم کے ساتھ رکھی گئیں،

وجعلنی مبٰرکا اینما کنت[5]

اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں۔ (ت)

برخلاف کفرِ طاغیہ قادیان کہ کہتا ہے جس کے پہلے فتنے ہی نے دُنیا کو تباہ کردیا۔

اُنھیں اپنے غیبوں پر مسلط کیا،

عٰلم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہ احدا ۰ الا من ارتضٰی من رسول[6]

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (ت)

جس کا ایک نمونہ یہ تھا کہ لوگ جو کچھ کھاتے اگرچہ سات کوٹھڑیوں میں چھُپ کر، اور جو کچھ گھروں میں ذخیرہ

---

[1] القرآن الکریم ۱۹/ ۲۴

[2] جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالٰی فنادٰھا من تحتہا الخ مطبعۃ میمنہ مصر ۱۶/ ۴۵

[3] القرآن الکریم ۳/ ۴۶

[4] القرآن الکریم ۱۹/ ۳۰

[5] " ۱۹/ ۳۱

[6] " ۷۲/ ۲۶، ۲۷

رکھتے اگرچہ سات تہ خانوں کے اندر، وہ سب اُن پر آئینہ تھا،

وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم[1] — اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ (ت)

انھیں توراتِ مقدس کے بعض احکام کا ناسخ کیا،

ومصدقا لما بین یدی من التورٰۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم[2] — اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی اور اس لئے کہ حلال کروں تمہارے لئے کچھ وُہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔ (ت)

انھیں قدرت دی کہ مادر زاد اندھے اور لاعلاج برص کو شفا دیتے،

وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی[3] — اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا۔ (ت)

انھیں قدرت دی کہ مُردے زندہ کرتے،

واذ تخرج الموتٰی باذنی[4] — اور جب تو مُردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔ (ت)

واُحی الموتٰی باذن اللّٰہ[5] — اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے (ت)

اُن پر اپنے وصفِ خالقیت کا پرتو ڈالا کہ مٹی سے پرند کی صورت خَلق فرماتے اور اپنی پھونک سے اس میں جان ڈالتے کہ اُڑتا چلا جاتا،

واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرًا باذنی[6] — اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مُورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھُونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا۔ (ت)

ظاہر ہے کہ قادیانی میں اِن میں سے کچھ نہ تھا پھر وُہ کیونکر مثیلِ مسیح ہوگیا؟

اخیر کی چار یعنی مادر زاد اندھے اور ابرص کو شفا دینا، مُردے جلانا، مٹی کی مورت میں پھُونک سے جان ڈال دینا، یہ قادیانی کے دل میں بھی کھٹکے کہ اگر کوئی پُوچھ بیٹھا کہ تو مثیلِ مسیح بنتا ہے اِن میں سے

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۴۹
[2] القرآن الکریم ۳/ ۵۰
[3] " ۵/ ۱۱۰
[4] " ۵/ ۱۱۰
[5] " ۳/ ۴۹
[6] " ۵/ ۱۱۰

کچھ کر دکھا، اور وُہ اپنا حال خُوب جانتا تھا کہ سخت جھُوٹا ملُوم ہے اور الٰہی برکات سے پُورا محروم، لہٰذا اس کی یُوں پیش بندی کی کہ قرآنِ عظیم کو پسِ پشت پھینک کر رسول اللہ کے روشن معجزوں کو پاؤں تلے مَل کر صاف کہہ دیا کہ معجزے نہ تھے مسمریزم کے شعبدے تھے، میں ایسی باتیں مکروہ نہ جانتا تو کر دکھاتا، وہی ملاعنہ مشرکین کا طریقہ اپنے عجز پر یُوں پردہ ڈالنا کہ لو نشاء لقلنا مثل ھذا[1] (اگر ہم چاہتے تو ایسا کلام کہتے) ہم چاہتے تو اِس قرآن کا مثل تصنیف کر دیتے، ہم خود ہی ایسا نہیں کرتے۔ الا لعنۃ اللہ علی الکٰفرین۔

قادیانی خذلہ اللہ کے ازالۂ اوہام ص ۳، ۴، ۵ و نوٹ آخر میں ۱۵۱ تا آخر صفحہ ۱۹۲ ملاحظہ ہوں جہاں اس نے پیٹ بھر کر یہ کُفر بکے ہیں یا ان کی تلخیص رسالہ قہر الدیان ص ۱۰ تا ۱۵ مطالعہ ہوں، یہاں دو چار صرف بطورِ نمونہ منقول:

ملعون ازالہ ص ۳: احیاءِ جسمانی کچھ چیز نہیں۔

〃 ص ۴: کیا تالاب کا قصّہ مسیحی معجزات کی رونق دُور نہیں کرتا۔

〃 ص ۱۵۱[a]: شعبدہ بازی اور دراصل بے سود، عوام کو فریفتہ کرنے والے مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کرتے رہے، بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے، بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں، بمبئی کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں۔ یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ ایسے اعجاز مسمریزمی بطور لہو و لعب نہ بطورِ حقیقت ظہور میں آسکیں، سلبِ امراض مسمریزم کی شاخ ہے ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس سے سلبِ امراض کرتے ہیں، مبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، مسیح مسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔ یہ قدر کے لائق نہیں، یہ عاجز اس کو مکروہ قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا، اس عمل کا ایک نہایت بُرا خاصہ ہے جو اپنے تئیں اس میں ڈالے روحانی تاثیروں میں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل (مسمریزم) سے اچھا کرتے مگر ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے، ان پرندوں میں صرف جھوٹی حیات،

---

[a] ازالۂ اوہام   مطبع ریاض الہند   ص ۱۲۱-۱۱۳

---

[1] القرآن الکریم ۸/ ۳۱

جھوٹی جھلک نمودار ہوجاتی تھی، مسیح کے معجزات اُسی تالاب کی وجہ سے بے رونق بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہرِ عجائبات تھا، بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل تھا جیسے سامری کا گوسالہ۔

مسلمانو! دیکھا اِن ملعون کلمات میں وہ کون سی گالی ہے جو رسول اللہ کو نہ دی اور وہ کونسی تکذیب ہے جو آیاتِ قرآن کی نہ کی، اتنے ہی جملوں میں تینتیس کفر ہیں۔

بہرحال یہ تو ثابت ہُوا کہ یہ مرتد مثیلِ مسیح نہیں، مسلمانوں کے نزدیک یُوں کہ وُہ نبی مرسل اولوا العزم صاحبِ معجزات و آیاتِ بیّنات اور یہ مردود مطرود و مرتد و موردِ آفات، اور خود اُس کے نزدیک یوں کہ معاذ اللہ وہ شعبدہ باز بدبخت مسمریزمی تھے، رُوحانی تاثیروں میں ضعیف نکلے اور یہ ڈال کا ٹوٹا مقدس مہذب برگزیدہ ہادی، الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین (خبردار! ظالموں پر خدا کی لعنت)

ہاں ایک صورت ہے، اس نے اپنے زعمِ ملعون میں مسیح کے یہ اوصاف گنے، دافع البلاء، ص ۴ :

مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسروں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وُہ (یحییٰ) شراب نہ پیتا تھا، کبھی نہ سُنا کہ کسی فاحشہ نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھُوا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی، اسی وجہ سے خدا نے یحییٰ کا نام حصور رکھا مسیح نہ رکھا کہ ایسے قصّے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے [1]

ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ : آپ (یعنی عیسیٰ) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے (یعنی عیسیٰ بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وُہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے، زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اُس کے سر پر ملے، اپنے بال اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔

ص ۶ : حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہُوا۔

ص ۷ : آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے کچھ نہ تھا، آپ کا خاندان بھی نہایت ناپاک ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خُون سے آپ کا وجود ہوا ——— یہ پچاس کفر ہُوئے۔

نیز اسی رسالہ ملعونہ میں ص ۴ سے ۸ تک بحیلۂ باطلۂ مناظرہ خود ہی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے، اللہ عزوجل کے سچے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو نادان، شریر، مکار، بدعقل، زنانے خیال والا، فحش گو، بدزبان، کٹیل، جھوٹا،

---

[1] دافع البلاء مطبع ضیاء الاسلام، قادیان ص ۶-۵

چور، علمی عملی قوت میں بہت کچا، خلل دماغ والا، گندی گالیاں دینے والا، بدقسمت، زافری، پیرو شیطان وغیرہ وغیرہ خطاب اس قادیانی دجّال نے دیئے اور اس کے تین کفر اور گزرے کہ اللہ مسیح کو دوبارہ نہیں لاسکتا، مسیح فتنہ تھا، مسیح کے فتنے نے تباہ کردیا —— یہ سب ستّر کفر ہوئے اور ہزاروں ستّر کی گنتی کیا' غرض تیئس سے اوپر اوصاف اس دجّال مرتد نے اپنے مزعوم مسیح میں بتائے، اگر قادیانی خود اپنے لئے ان میں سے دس وصف بھی قبول کرلے کہ یہ شخص یعنی یہی قادیانی بدچلن، بدمعاش، فریبی، مکّار، زنانے خیال والا، کثیل بھی جھوٹا، چور، گندی گالیوں والا، ابلیس کا چیلہ، کنجریوں کی اولاد، کسبیوں کا جنا ہے، زنا کے خون سے بنا ہے، تو ہم بھی اس کی مان لیں گے کہ یہ ضرور مثیلِ مسیح ہے مگر کون سے مسیح کا ؟ اسی مسیحِ قبیح کا جو اس کا موہوم مزعوم ہے، الالعنۃ اللہ علی الظّٰلمین۔

مسلمانو! یہ ساٹ فائدے محفوظ رکھنے، کیسا آفتاب سے زیادہ روشن ہُوا کہ قادیانیوں کا مسئلۂ وفات وحیاتِ مسیح چھیڑنا کیسا ابلیسی مکر، کیسی عبث بحث، کیسی تضییعِ وقت، کیسا قادیانی کے صریح کفروں کی بحث سے جان چھڑانا اور فضول زق زق میں وقت گنوانا ہے!

اس کے بعد ہمیں حق تھا کہ ان ناپاک و بے اصل و بیاد رہوا شُبہوں کی طرف التفات بھی نہ کرتے جو انھوں نے حیاتِ رسول علیہ الصلٰوۃ والسلام پر پیش کیے۔ ایسی مہمل عیاریوں کیادیوں کا بہتر جواب یہی تھا کہ ہُشت پہلے قادیانی کے کفر اٹھاؤ یا اُسے کافر مان کر توبہ کرو، اسلام لاؤ، اس کے بعد یہ فرعی مسئلہ بھی پُوچھ لینا مگر ہم ان مرتدین سے قطع نظر کرکے اپنے دوست سائل سُنّی المذہب سے جوابِ شبہات گزارش کرتے ہیں،
وَبِاللہِ التَّوْفِیْقُ۔

پہلا شُبہہ: کریمہ والذین یدعون من دون اللہ الاٰیۃ۔

اقول اوّلاً یہ شُبہہ مرتدانِ حال نے کافرانِ ماضی سے ترکہ میں پایا ہے، جب آیۂ کریمہ،
انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون[1]
نازل ہُوئی کہ بیشک تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پُوجتے ہو سب دوزخ کے ایندھن ہو تمھیں اس میں جانا ہے۔ مشرکین نے کہا کہ ملائکہ اور عیسٰے اور عزیر بھی تو اللہ کے سوا پوجے جاتے ہیں' اس پر رب عزّوجل نے ان جھگڑالو کافروں کو قرآنِ کریم کی مراد بتائی کہ آیت بُتوں کے حق میں ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۱/۹۸

اِنَّ الذین سبقت لھم منّا الحسنٰی اولٰئک عنھا مُبعدون ۰ لا یسمعون حسیسھا[1]

بیشک وُہ جن کے لئے ہمارا بھلائی کا وعدہ ہوچکا وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں وہ اس کی بھنک تک نہ سُنیں گے۔

قرآن کریم نے خود اپنا محاورہ بتایا جب بھی مرتدوں نے وہی راگ گایا۔

ابوداؤد کتاب الناسخ والمنسوخ میں اور فریابی عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن مردویہ اور حاکم مع تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی :

لما نزلت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم انتم لھا واردون فقال المشرکون الملٰئکۃ وعیسٰی وعزیز یُعبدون من دون اللہ فنزلت ان الذین سبقت لھم منا الحسنٰی اولٰئک عنھا مُبعدون[2]

جب یہ آیت نازل ہُوئی اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ الآیۃ تو مشرکین نے کہا ملائکہ، حضرت عیسٰی اور حضرت عزیر کو بھی اللہ تعالٰی کے سوا پُوجا جاتا ہے تو یہ آیت نازل ہُوئی ان الذین سبقت الآیۃ بیشک وُہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہوچکا وُہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں۔

ثانیًا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہ یقینًا مشرکین ہیں اور قرآن عظیم نے اہل کتاب کو مشرکین سے جُدا کیا، اُن کے احکام اُن سے جُدا رکھے، اُن کی عورتوں سے نکاح صحیح ہے مشرکہ سے باطل، اِن کا ذبیحہ حلال ہوجائیگا اُن کا مردار۔ قال اللہ تعالٰی :

لم یکن الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ[3]

کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس دلیل نہ آئے۔(ت)

وقال تعالٰی :

ان الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین فی نار جھنم خٰلدین فیھا اولٰئک ھم شر البریۃ[4]

بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہی تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔(ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۱ و ۱۰۲

[2] المستدرک کتاب التفسیر تفسیر سُورۃ انبیاء دارالفکر بیروت ۲/ ۳۸۵

[3] القرآن الکریم ۹۸/ ۱

[4] " ۹۸/ ۶

وقال تعالٰی :

مایود الذین کفروا من اھل الکتٰب ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم۔[1]

وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک، وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے۔ (ت)

وقال تعالٰی :

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصارٰی۔[2]

ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جنہوں نے کہا کہ بیشک ہم نصارٰی ہیں۔

وقال تعالٰی :

الیوم احل لکم الطیبٰت وطعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنٰت من المؤمنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم۔[3]
ولا تنکحوا المشرکٰت حتی یؤمن۔[4]

آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی۔ (ت)
اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہوجائیں (ت)

جب قرآنِ عظیم یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ میں نصارٰی کو داخل نہیں فرماتا اس اَلَّذِیْنَ میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کیونکر داخل ہوسکیں گے؟

ثالثاً سورت مکیہ ہے اور سوائے عاصم، قرّاء سبعہ کی قرات تَدْعُوْنَ بہ تائے خطاب، تو بُت پرست ہی مراد ہیں اور اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ اَصْنَامٌ (جنہیں وہ پوجتے ہیں وہ بُت ہیں۔ ت)

رابعاً خود آیہ کریمہ طرح طرح دلیل ناطق کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء عموماً اور حضرت مسیح

---

[1] القرآن الکریم ۲/۱۰۵
[2] " ۵/۸۲
[3] " ۵/۵
[4] " ۲/۲۲۱

علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خصوصاً مراد نہیں، جہاں فرمایا اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ[1] (مُردے ہیں زندہ نہیں۔ ت) اموات سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ پہلے زندہ تھے پھر موت لاحق ہوئی لہذا ارشاد ہوا غَیْرُ اَحْیَآءٍ یہ وہ مُردے ہیں کہ نہ اب تک زندہ ہیں نہ کبھی تھے نِرے جماد ہیں، یہ بُتوں ہی پر صادق ہے۔ تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے:

حیث کان بعض الاموات ممایعتریه الحیاة سابقا اولاحقا کاجساد الحیوان والنطف التی ینشئها الله تعالٰی حیوانا احترز عن ذٰلك فقیل غیراحیآء ای لایعتریها الحیٰوة اصلا فهی اموات علی الاطلاق[2]

بعض اموات وُہ تھے جنھیں زندگی حاصل تھی جیسے مُردہ حیوان کا جسم، اور بعض وُہ ہیں جنھیں زندگی ملنے والی ہے مثلاً نطفہ جسے اللہ تعالٰی مستقبل میں حیوان بنائے گا اس لئے ایسے اموات سے احتراز کیا اور فرمایا غیر احیاء یعنی یہ وُہ اموات ہیں جنھیں زندگانی (ماضی یا مستقبل میں) بالکل حاصل نہیں لہذا یہ علی الاطلاق اموات ہیں۔

خامسًا ربّ عزوجل فرماتا ہے:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون o فرحین بما اٰتٰهم الله من فضله[3]

خبردار! شہیدوں کو ہرگز مردہ نہ جانیو بلکہ وُہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں، اللہ نے جو اپنے فضل سے دیا اس پر خوش ہیں۔

اور فرماتا ہے:

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات ط بل احیاءٌ ولکن لا تشعرون o[4]

جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وُہ زندہ ہیں تمھیں خبر نہیں۔

محال ہے کہ شہید کو تو مُردہ کہنا حرام، مردہ سمجھنا حرام اور انبیاء معاذ اللہ مُردے کہے سمجھے جائیں، یقیناً قطعاً ایماناً وہ اَحْیَآءٌ غَیْرُ اَمْوَاتٍ (زندہ ہیں مُردے نہیں۔ ت) ہیں نہ کہ عیاذاً باللہ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ (مُردے ہیں زندہ نہیں۔ ت)، جس وعدۂ الٰہیہ کی تصدیق کے لئے اُن کو عروضِ موت ایک آن کے لئے لازم ہے قطعاً شہداء کو بھی لازم ہے کلّ نفس ذائقة الموت[5] (ہر جان کو موت کا

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/۲۱

[2] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) آیۃ ۱۶/۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۱۰۶

[3] القرآن الکریم ۳/۱۶۹ [4] القرآن الکریم ۲/۱۵۴

[5] ۲۱/۳۵

مزہ چکھتا ہے۔ ت) پھر جب یہ اَحْیَآءٌ غَیْرُ اَمْوَاتٍ ہیں وُہ یقیناً ان سے لاکھوں درجے زائد اَحْیَآءٌ غَیْرُ اموات ہیں نہ کہ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ۔

سادساً آیہ کریمہ میں وَھُمْ قَدْ خُلِقُوْا بصیغہ ماضی نہیں بلکہ وَھُمْ یُخْلَقُوْنَ[1] بصیغہ مضارع ہے کہ دلیلِ تجدد و استمرار ہو یعنی بنائے گھڑے جاتے ہیں اور نئے نئے بنائے گھڑے جائیں گے، یہ یقیناً بُت ہیں۔

سابعاً آیہ کریمہ میں اُن سے کسی چیز کی خلق کا سلب کُلّی فرمایا کہ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا[2] (وہ کوئی چیز نہیں بناتے۔ ت) اور قرآن عظیم نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بعض اشیاء کی خلق ثابت فرمائی، وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ[3] (اور جب تُو مٹی سے پرند کی مُورت بناتا۔ ت) اور ایجاب جزئی نقیضِ سلب کُلّی ہے تو عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق نہیں، تا مناسب سے قطع نظر ہو تو اَمْوَاتٌ قضیہ مطلقہ عامہ ہے یا دائمہ، بر تقدیر ثانی یقیناً انس وجن وملک سے کوئی مراد نہیں ہوسکتا کہ ان کے لئے حیات بالفعل ثابت ہے نہ کہ ازل سے ابد تک دائم موت، بر تقدیر اول قضیہ کا اتنا مفاد کہ کسی نہ کسی زمانے میں ان کو موت عارض ہو، یہ ضرور عیسٰی و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کے لئے ثابت، بیشک ایک وقت وُہ آئے گا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پائیں گے اور روزِ قیامت ملائکہ کو بھی موت ہے، اس سے یہ کب ثابت ہُوا کہ موت ہوچکی ورنہ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ میں ملائکہ بھی داخل ہیں، لازم کہ وُہ بھی مر چکے ہوں، اور یہ باطل ہے۔ تفسیر انوار التنزیل میں ہے،

(اَمْوَاتٌ) حالاً اومالاً غیر احیاءٍ بالذات لیتناول کلّ معبودٍ[4]

مُردے حال میں یا آئندہ غیر زندے بالذات تاکہ ہر معبود کو شامل ہو (ت)

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے،

فالمراد مالا حیوۃ لہ سواءٌ کان لہ حیوۃ ثم مات کعزیر او سیموت کعیسٰی والملٰئکۃ علیہم السلام اولیس من شانہ الحیوۃ کالاصنام[5]

یعنی اِن اموات سے عام مراد ہے خواہ اس میں حیات کی قابلیت ہی نہ ہو جیسے بُت، یا حیات تھی اور موت عارض ہُوئی جیسے عزیر، یا آئندہ عارض ہونے والی ہے جیسے عیسٰی و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

منکرین دیکھیں کہ اُن کا شبہہ ہر پہلو پر مردود ہے، وللہ الحمد۔

---

۱ و ۲ القرآن الکریم ۱۶/ ۲۰ — ۳ القرآن الکریم ۵/ ۱۱۰

۴ انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) آیۃ ۱۶/ ۲۱ — مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۷۰

۵ عنایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی " — دار صادر بیروت ۵/ ۳۲۲

شبہہ دوم: لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی[1] (اللہ تعالٰی یہود و نصارٰی پر لعنت فرمائے۔ت)

اقول وَالْمِرْزَائِیَّۃ لَعَنَہُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا (میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں پر بھی بڑی لعنت ہو)

اولاً اَنْبِیَاۤئِہِمْ[2] میں اضافت استغراق کے لئے نہیں کہ موسٰی سے یحیٰی علیہما الصلوٰۃ والسلام تک ہر نبی کی قبر کو یہود و نصارٰی سب نے مسجد کرلیا ہو، یہ یقیناً غلط ہے، جس طرح وَقَتْلِہِمُ الْاَنْبِیَاۤءَ بِغَیْرِ حَقٍّ[3] (انھوں نے انبیاء کو ناحق شہید کیا۔ت) میں اضافت ولام کوئی استغراق کا نہیں کہ نہ سب قاتل اور نہ سب انبیاء شہید کئے، قال تعالٰی:

ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون[4]۔ انبیاء کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہو۔ (ت)

اور جب استغراق نہیں تو بعض میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا داخل کرلینا ادعائے باطل و مردود ہے، یہود کے سب انبیاء نصارٰی کے بھی انبیاء تھے، یہود و نصارٰی کا اُن میں بعض قبورِ کریمہ کو (مسجد بنا لینا) صدقِ حدیث کے لئے بس اور اس سے زیادہ مرتدین کی ہوس۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یہ اشکال ذکر کرکے کہ نصارٰی کے انبیاء کہاں ہیں، اُن کے تو صرف ایک عیسٰی نبی تھے اُن کی قبر نہیں، ایک جواب یہی دیا جو بتوفیقہ تعالٰی ہم نے ذکر کیا کہ،

اوالمراد بالاتخاذ اعم من ان یکون ابتداعا او اتباعا فالیھود ابتدعت والنصارٰی اتبعت ولاریب ان النصارٰی تعظم قبور کثیر من الانبیاء الذین تعظمھم الیھود[5]۔	انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانا عام ہے کہ ابتداءً ہو یا کسی کی پیروی میں، یہودیوں نے ابتداء کی اور عیسائیوں نے پیروی کی، اور اس میں شک نہیں کہ نصارٰی بہت سے ان انبیاء کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں جن کی یہودی تعظیم کرتے ہیں۔

ثانیاً امام حافظ الشان (ابن حجر) نے دُوسرا جواب یہ دیا کہ اس روایت میں اقتصار واقع ہوا، واقع یہ ہے کہ یہود اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد کرتے اور نصارٰی اپنے صالحین کی قبروں کو، ولہٰذا صحیح بخاری حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ میں دربارۂ قبورِ انبیاء تنہا یہود کا نام ہے،

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قال قاتل اللّٰہ الیھود اتخذوا قبور	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اللہ تعالٰی یہودیوں کو ہلاک فرمائے انھوں نے اپنے

[1] و [2] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۷

[3] القرآن الکریم ۴/۱۵۵ [4] القرآن الکریم ۲/۸۷

[5] فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۴۴۴

انبیآئھم مساجد[1]   انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا۔

اور صحیح بخاری حدیث اُم سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا میں جہاں تنہا نصارٰی کا ذکر تھا صرف صالحین کا ذکر فرمایا ، انبیاء کا نام نہ لیاکہ :

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اولٰئك قوم اذا مات فیھم العبد الصالح او الرجل الصالح بنوا علٰی قبرہ مسجدًا او صوّروا فیہ تلك الصّور[2]۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا نصارٰی وہ قوم ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنالیتے اور اس میں تصویریں بناتے۔

اور صحیح مسلم حدیث جندب رضی اللہ تعالٰے عنہ میں یہود و نصارٰی دونوں کو عام تھا انبیاء و صالحین کو جمع فرمایا کہ :

سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال الا وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیآئھم وصالحیھم مساجد[3]۔

میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیتے تھے۔

ہمیشہ جمع طرق سے معنیٰ حدیث کا ایضاح ہوتا ہے۔

ثالثًا اقول چالاکی بھی سمجھئے! یہ فقط قبر عیسٰے ثابت کرنا نہیں بلکہ اس میں بہت اہم راز مضمر ہے قادیانی مدعی نبوت تھا اور سخت جھوٹا کذّاب جس کے سفید چمکتے ہوئے جھوٹ وہ محمدی والے نکاح اور انبیاء کے چاند والے بیٹے قادیان و قادیانیہ کے محفوظ از طاعون رہنے کی پیشین گوئیاں وغیرہا ہیں اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نبوت اور جھوٹ کا اجتماع محال، اِس سے قادیانی کا سارا گھر ہر عاقل کے نزدیک گھروندا ہوگیا اس لئے فکر ہوئی کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ جھوٹا ثابت کریں کہ قادیانی کذّاب کی نبوت بھی بن پڑے ، اس کا علاج خود قادیانی نے اپنے ازالۂ اوہام ص ۶۲۹ پر یہ کیا کہ ایک زمانے میں چارسو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے ، یہ اُس مرتد کے اکٹھے چارسو کفر کہ ہر نبی کی تکذیب کفر ہے بلکہ کروڑوں کفر ہیں کہ ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء اللہ کی تکذیب ہے، قال اللہ تعالٰے ، کذبت قوم نوحِ المرسلین[4] (نوح کی قوم نے پیغمبروں کو

---

[1] صحیح البخاری   کتاب الصلوٰۃ   قدیمی کتب خانہ کراچی   ۱/ ۶۲

[2] "   "   "   ۱/ ۶۲

[3] صحیح مسلم   کتاب المساجد   باب النہی عن بناء المسجد علی القبور   "   ۱/ ۲۰۱

[4] القرآن الکریم   ۲۶/ ۱۰۵

جھٹلایا۔ت) تو اُس نے چار سو ہر نبی کی تکذیب کی، اگر انبیاء ایک[1] لاکھ چوبیس ہزار ہیں تو قادیانی کے چار کروڑ چھیانوے لاکھ کفر، اور اگر دو[2] لاکھ چوبیس ہزار ہیں تو یہ اس کے آٹھ کروڑ چھیانوے لاکھ کفر ہیں، اور اب ان مرزائیوں نے خود یا اسی سے سیکھ کر اندراجِ کفر میں اور ترقیِ معکوس کر کے اسفل سافلین میں پہنچا چاہا کہ معاذاللہ معاذاللہ سید المرسلین محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کا جھوٹ ثابت کریں، اس حدیث کے یہ معنے گھڑے کہ نصارٰی نے عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر کو مسجد کر لیا، یہ صریح سپید جھوٹ ہے، نصارٰی ہرگز مسیح کی قبر ہی نہیں مانتے اُسے مسجد کر لینا تو دوسرا درجہ ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ دیکھو مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم (کے دشمنوں) نے (خاک بدہنِ ملعونان) کیسی صریح جھوٹی خبر دی پھر اگر ہمارا قادیانی نبی جھوٹ کے پھنکے اُڑاتا تھا تو کیا ہوا قادیانی مرتدین کا اگر یہ مطلب نہیں تو جلد بتائیں کہ نصارٰی مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر کب مانتے ہیں، کہاں بتاتے ہیں، کس کس نصرانی نے اس قبر کو مسجد کیا جس کا مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ذکر کیا، اس مسجد کا روئے زمین پر کہیں پتا ہے؟ ان نصرانیوں کا دنیا کے پردے پر کہیں نشان ہے؟ اور جب یہ نہ بتا سکو اور ہرگز نہ بتا سکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذمے معاذاللہ دروغ گوئی کا الزام لگانے کو حدیث کے یہ معنے گھڑے اور،

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدلھم

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے

---

[1] کما رواہ احمد وابن حبان والحاکم والبیھقی وغیرھم عن ابی ذر ھؤلاء وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما ۱۲ منہ غفرلہ (م)

جیسا کہ احمد، ابن حبان، حاکم، بیہقی وغیرہم نے ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نیز انھوں نے اور ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

[2] کما فی روایۃ علٰی ما فی شرح عقائد النسفی للتفتازانی قال خاتم الحفاظ لم اقف علیھا ۱۲ منہ غفرلہ (م)

جیسا کہ دوسری روایت میں ہے جس کو علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں ذکر فرمایا، خاتم الحفاظ نے فرمایا میں اس پر واقف نہیں ہوا ۱۲ منہ (ت)

---

[1] مسند احمد بن حنبل حدیث ابو امامۃ الباہلی دارالفکر بیروت ۵/۲۶۶

[2] شرح عقائد النسفی دار اشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۱۰۱

عذاباً مھینا[1] ان کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (ت)

کی گہرائی میں پڑے الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین، کیوں، حدیث سے موتِ عیسٰی علیہ الصّلوٰۃ والسلام پر استدلال کا مزا چکھا؟

کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لوکانوا یعلمون ۝[2] واللہ تعالٰی اعلم۔ مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ (ت) واللہ تعالٰی اعلم

کتبہ العبد المذنب

احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بمحمدن المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[2] " " ۶۸/ ۳۳